تفسیر القاء الرحمٰن

ترجمہ

تفسیر الہام الرحمٰن

(تیرھویں قسط)

حنیفیۃ طبعی ترقی کر رہی تھی اور صابئۃ جبلی اور عادتی ترقی کر رہی تھی

انبیاء کرام اور محدثین قدیم زمانے میں جب صابئۃ کی ہدایت سے عاجز اور قاصر اور مایوس ہو جاتے تو حرم میں اور گھر میں آکر بیٹھ جاتے جس کی وہ تعمیر کرنا چاہتے تھے اس سے یہ زمین بے تعداد اس قابل بن گئی کہ دنیا کی ساری امتیں یہاں جمع ہوں اور ظاہر ہے سینکڑوں انبیاء اس گھر کے ماحول اور اردگرد مدفون ہوئے ہیں۔ حضرت آدم کے زمانے سے متواتر طریقہ سے حظیرۃ القدس اس کی طرف متوجہ رہا کبھی یہ سلسلہ ٹوٹنے نہیں پایا کیونکہ ایسے آدمی جو خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ہمیشہ یہاں موجود رہے ہیں۔

حرا میں نزول وحی کی حکمت

میں ہمیشہ اس پر غور کرتا رہا کہ جبریل کا آنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیوں بند رہا حالانکہ آپ اس گھر میں تھے۔ تو مجھ پر واضح ہوا کہ یہ گھر اصنام اور بتوں سے بھرا ہوا تھا اور ایسا ہو گیا تھا کہ گویا صابئۃ کا مرکز ہے اس اس حالت میں حرم میں وحی نازل ہوتی تو صابئۃ سے مشابہت ہو جاتی۔ لیکن حرا کا یہ حال نہیں تھا۔ حنفاء قریش اکثر حرا میں جاکر مجاہدے اور عبادتیں کیا کرتے تھے اور حنیفیۃ کے احیاء کے لئے اسی حراء میں وحی نازل ہوئی۔ تاکہ صابئۃ سے کسی قسم کا التباس نہ ہو اور اسی مسجد اور حرم کے اردگرد کی غرض یہ تھی عرفات اور اس کے اردگرد کے میدانوں اور صحراوں میں معابد اور مقابر ایسے افراد امم کے ہیں جو مائل الی حنیفیت تھے۔

اور اس قطعہ زمین کو ایسے آدمی یا ایسے قبیلے اور قوم سے مرکزیت کو مخصوص نہیں کیا۔ حالانکہ حنفاء کی ساری امتیں اسی سرزمین پر ہوئیں ہیں۔ بلکہ حنفا کے اجتماع کا مرکز اس کے اردگرد قائم کیا۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ دعا کرتے ہیں کہ ان کو اور ان کی اولاد کی اپنا ماننے والا گردانے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور تمام قریش کو حرم کے اردگرد قصی کے زمانے سے جمع کرنا شروع کر دیا۔ اس سے پہلے قریش کے تمام قبائل منتشر تھے۔ پھر ان کی دعاء کے مطابق ان میں نبی مبعوث فرمایا۔ ان دونوں حضرت کی دعاء یہ تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ	اے ہمارے پروردگار ان کے والوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج کہ ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے۔

ہندوستان میں علماء کی ایک ایسی جماعت تھی جو اہل کتاب سے مناظرہ کیا کرتی تھی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ نصاریٰ دہلی آتے تھے۔ اس جماعت کی کوششوں سے بہت سی کتابیں ہم نے بھی جمع کرلیں اور ان ہی کتابوں سے اخذ کرکے ہم قرآن حکیم کی شرح ہم لکھ رہے ہیں اور اس بارے میں ہم مفسرین کے دوہام کے محتاج نہیں ہیں۔

پھر اس کے بعد آیت (۱۲۰)—— (۱۴۳) تک ملت ابراہیمی کی تحقیق ہے کہ ملت حنیفیہ کیا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۱۳۰ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۳۱ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۱۳۲	اور کون ہے جو ابراہیم کے طریقے سے انحراف کرے مگر وہی جس کی عقل ماری گئی ہو اور بے شک ہم نے ان کو دنیا میں بھی انتخاب کرلیا تھا۔ اور آخرت میں بھی۔ وہ نیکوکار زمرہ میں ہوں گے۔ جب ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ ہماری ہی فرمانبرداری کرو۔ عرض کیا میں سارے جہاں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوں اور اسی طریقے کی نسبت ابراہیمؑ اپنے بیٹوں کو وصیت کر گئے اور یعقوب بھی کہ بیٹا اللہ نے تمہارے اس دین اسلام کو تمہارے لئے پسند فرمایا ہے۔ پس تم مسلمان ہی مرنا۔ اے یہود بھلا کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کے سامنے موت آکھڑی

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۱۳۳

ہوئی اور اس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے پیچھے کس کی عبادت کروگے انھوں نے جواب دیا آپ کے معبود اور آپ کے بڑوں یعنی ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کے معبود خدائے واحد کی عبادت کریں گے۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

پس ہر وہ حکم جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا ہو۔ اس کی اتباع بلا کسی تخصیص کے واجب ہے جس طرح کہ ان امانی کا جو کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہو کرنا واجب ہے اس امر کی اتباع واجب ہے جس کا ثبوت اللہ تعالیٰ کی جانب ہو۔ اور اس کا ثبوت جس امت کے ذریعہ بھی ہو اور علیٰ وجہ العموم وارد ہوا اور یہی معنی اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے ہیں یعنی رب العالمین کے سامنے ہم جھک گئے اور یہ دعوت ہے جس کی طرف تمام نبیوں نے بلایا ہم ان کے اندر تفریق نہیں کرتے تمام کو مانتے ہیں۔

ہمارے ائمہ کی ایک جماعت جو امام ولی اللہؒ کی پیرو ہے۔ سلامتی صدر سے ایمان رکھتی ہے۔ انبیاء ایران توران، انبیاء حبشہ، انبیاء یونان برحق ہیں[1] اور اس میں ہم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرہ بھر انحراف نہیں کرتے۔ کیونکہ نہ ہم حکما کی رُو سے ہم یہی پاتے ہیں۔ نہ فہم فقہاء کی رُو سے۔ کیونکہ حکماء کے نزدیک تمام

---

[1] اور خدا کا یہ ارشاد اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ومنھم من قصصنا ومنھم لم نقصص الیک — ان پیغمبروں میں بعض کا ہم نے ذکر کیا ہے اور بعض تم کو ذکر نہیں کیا۔

اسی طرح یہ قول بھی

وماکنا معذبین حتی نبعث فیھم رسولا — اور جب تک ان میں ہم پیغمبر نہ بھیجیں ہم ان کو عذاب نہیں دیتے

اسی طرح یہ قول بھی

لکل قوم ھاد — اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہوا ہے۔

انبیائے کرام کی دعوت ایک اور مساوی ہے اور ان کے نزدیک ثابت شدہ ہے کہ حقیقتاً تمام انبیاء دعوت میں متحد تھے لیکن یہ اس وقت واضح ہوگا کہ حکمت ولی اللہ میں پوری طرح مشغول ہو۔

یہی دعوت اسلام الی رب العالمین ہے۔ جو تمام امتوں، تمام قوموں کا رب اور پروردگار ہے جس کی وصیت حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں حضرت اسمٰعیلؑ و حضرت اسحٰقؑ کو کی تھی پھر حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں حضرت یعقوبؑ ہوئے جنھوں نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔

یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ — بیٹا اللہ نے تمھارے اس دین اسلام کو تمھارے لئے پسند فرمایا ہے۔

یہ وہی دین ہے جو رب العالمین کا دین ہے، نہ کسی خاص قوم، خاص امت کا دین ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی وصیت فرمائی ہے۔ فرماتا ہے:

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ — پس تم مسلمان ہی مرنا۔

یعنی تم اسی دین پر مرو ——— پس دین ابراہیمؑ کی اساس دین حنیفی ہے اور اساس اسرائیلیت جو حضرت یعقوبؑ سے چلی وہ اپنے دادا حضرت ابراہیمؑ کی اساس پر چلی ہے۔

اور خدا کا قول

اِذْ قَالَ لِبَنِیْہِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا — اور اس وقت انھوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ مرے پیچھے کس کی عبادت کروگے؟ انھوں نے جواب دیا کہ آپ کے معبود اور آپ کے بڑوں یعنی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے معبود خدائے واحد کی عبادت کریں گے۔

یعنی الاہ واحد وہی ہے جو رب العالمین ہے

پس یہود و نصاریٰ میں سے کوئی طاقت رکھتا ہے جو یہ دعویٰ کرے ہم طریق ابراہیمؑ یا طریق یعقوبؑ پر ہیں کیونکہ یہود و نصاریٰ اور انبیاء اور رسولوں میں تو اس دین میں بہت بڑا فرق ہے۔

تنبیہ

امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ امام محمد بن الحسنؒ امام زفر بن الہذیلؒ اور امام حسن بن زیادؒ کا قانون اور اس کی تمثیل

ہمارے نزدیک اس کی مثال ایسی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن الحسن ، امام زفر بن الہذیلؒ اور امام حسن بن زیادؒ نے مل کر مسلمانوں کے لئے ایک قانون مدون کیا اور قاضیوں کے ذریعہ اس قانون کو نافذ کیا اور مدارس میں اس قانون کی تعلیم دی اور آج ہم کہتے ہیں۔ ہم احناف ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کے طریقہ پر چلتے ہیں تو کیا ہم میں اور ان میں کوئی مناسبت ہے؟

ہمیں معلوم ہے کہ امام شاہ ولی اللہؒ نے فقہ حنفی کی تجدید فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الہامی اشارہ سے تجدید فرمائی۔ اور اس کی تصریح امام شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب فیوض الحرمین میں کی ہے۔ اس کے بعد ہم پر واضح ہو گیا کہ عامۂ فقہاء مابعد اور اصحاب امام ابو حنیفہؒ میں کیا فرق ہے؟ اسی قسم کے فرق کی نسبت خدا نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے:

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ج وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۳۵ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ط قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱۳۵

اے یہود یہ لوگ تھے اپنے وقتوں میں ہو گزرے ان کا کیا ان کو اور تمہارا کیا تم کو۔ اور جو کچھ وہ کر گذرے ہیں تم سے اس کی پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ اور یہود و عیسائی مسلمانوں سے کہتے ہیں یہودی یا عیسائی بن جاؤ تو راہ راست پر آؤ اے پیغمبر تم ان لوگوں سے کہو نہیں بلکہ ہم ابراہیم کے طریقہ پر ہیں جو ایک خدا کے ہو رہے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ ابراہیمؑ اور طریقہ یعقوبؑ کی تجدید کی اور لوگوں کو حکم دیا

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ

مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کو یہ جواب دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور قرآن پر جو ہم پر اترا ہے اس پر اور صحیفے جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ پر اترے۔ ان پر اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جو کتاب

وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ١٣٦

ملی اس پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا اس پر ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح جدائی نہیں سمجھتے اور ہم اسی ایک خدا کے فرمانبردار ہیں۔

یہ دین ابراہیم کی تجدید تھی لیکن یہود و نصاریٰ جس یہودیت و نصرانیت کی دعوت دے رہے تھے وہ گری ہوئی یہودیت و نصرانیت تھی اور اسی کی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہے۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا ۗ

اور یہود و عیسائی مسلمانوں سے کہتے ہیں یہودی یا عیسائی بن جاؤ تو راہ راست پر آؤ اے پیغمبر تم ان سے کہو نہیں بلکہ ہم ابراہیم کے طریقے پر ہیں جو ایک خدا کے ہو رہے تھے۔ اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

یعنی تمام امتوں کو دعوت نہیں دی جاسکتی سوائے ملت ابراہیمی کے فقط اور یہ آیت ١٣٧ میں ہے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ١٣٨

تو اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی ان ہی چیزوں پر ایمان لے آئیں جن پر تم ایمان لائے ہو تو بس راہ راست پر آگئے اور اگر انحراف کریں تو سمجھو کہ بس وہ تمہاری ضد پر ہیں اور قابو پائیں تو ستائیں۔ اے پیغمبر ان کے شر سے خدا کا حفظ وامان تمہارے لئے کافی ہوگا وہ سب کی سنتا اور سب کے حال سے واقف ہے۔

یہود و نصاریٰ اگر تسلیم کرلیں کہ اسلام دین ابراہیمی کی تجدید کے لئے آیا ہے تو بہتا۔ وگرنہ دعوت قرآن کے معارضہ کی ان میں طاقت نہیں ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجدید دین کے لئے کھڑے ہوتے ہیں لیکن یہود و نصاریٰ کی کوئی چیز نہیں لیتے اور اس لئے نہیں لیتے کہ ان کا باطل رنگ آپ پر نہ چڑھ جائے پس اللہ تعالیٰ حظیرۃ القدس کے ذریعہ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے رنگ میں آپ کو رنگ دیا اور اصل دین ابراہیمی حظیرۃ القدس میں محفوظ تھا اور حظیرۃ القدس اس کو یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں زیادہ جانتا تھا۔ اسی کی طرف خدا اپنے قول میں اشارہ فرماتا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ج وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ز وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۱۳۸

مسلمانو! ان لوگوں سے کہو کہ ہم تو اللہ کے رنگ میں رنگے گئے اور اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہوگا ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں۔

جب رسول اللہؐ پر یہ رنگ چڑھ گیا اور یہ رُوح آپ میں پیدا ہو گئی اور اس قابل آپ کو بنا دیا کہ آپ یہ کہیں۔

وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ

ہم تو اس کی عبادت کرتے ہیں

یعنی ہم رب العالمین کی عبادت کرتے جو خطیرۃ القدس میں متجلی ہے جہاں تمام امتیں اور قومیں جمع ہیں۔

پھر یہ کہ یہود و نصاریٰ نے عام طور پر یہ ہونک رکھا تھا کہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ یہ سب کے سب یہودی یا نصاریٰ تھے اور جو شخص یہودیت یا نصرانیت سے انحراف کرتا ہے اور دین ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کے دین سے انحراف کرتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس دعویٰ کی تردید فرمائی اور توراۃ اور توراۃ پڑھنے کا مطالبہ کیا جب یہ لوگ توراۃ پڑھیں گے تو سب سے پہلے اس میں حضرت ابراہیمؑ پھر حضرت اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کا نام پائیں گے ان کے بعد ایک زمانے پیچھے حضرت موسیٰؑ آتے ہیں۔ پھر ایک طویل مدت کے بعد حضرت عیسیٰ آتے ہیں تو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ حضرت ابراہیمؑ سے ایک طویل مدت کے بعد آتے ہیں اور اس پر کتاب الٰہی کے شواہد موجود ہیں پس اگر یہود و نصاریٰ کوئی شئے کتاب اللہ کے خلاف پیش کریں تو گویا دعویٰ کرتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ خدا سے زیادہ جانتے ہیں۔ اس الزام کی طرف اس قول میں اشارہ ہے۔ آیت (۱۳۹ — ۱۴۰)

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ج وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ج وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۱۳۹ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً

اے پیغمبر! ان سے کہو کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا بھی پروردگار ہے اور وہی تمہارا بھی پروردگار ہے اور ہم کو ہمارے عمل اور تم کو تمہارے عمل اور ہم خالص اس کو مانتے ہیں یا تم کہتے ہو کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ یہ لوگ یہودی یا نصرانی تھے۔ اے پیغمبر! ان سے کہو تم بڑے جاننے والے ہو یا خدا یا اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس کے پاس خدا

عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ کی طرف سے گواہی آئی ہوئی موجود اور وہ اس کو چھپاتے اور جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ۔

اس کے بعد اس آیت کو لوٹایا ۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ یہ لوگ تھے اپنے وقتوں میں جو گزرے ان کا کیا ان کو اور تمھارا کیا تم کو اور جو کچھ وہ کر گزرے تم سے اس کی پوچھ نہیں ہوگی ۔

جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اور ان ائمہ دین میں زبردست فرق ہے ۔

پہلا پارہ ختم ہوا

فرعی مسئلہ

رسول اللہ صلی اللہ کی زندگی میں یہود و نصاریٰ نے عوام الناس کے ساتھ جھگڑنا شروع کردیا

یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوا یہود و نصاریٰ کا عوام الناس کے ساتھ جھگڑنے کا سبب بنا اور ہم اس بیان اس بحث کا تتمہ بیان کرتے ہیں جس کا آگے قبل ذکر ہو چکا ہے ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرماکر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو چند دنوں کے لئے مسجد اقصیٰ کو قبلہ بنایا اس سے یہود بہت خوش ہوئے لیکن اس کو قبلہ گردانئے میں بڑی حکمت تھی جس کو عوام الناس نہیں سمجھ سکتے تھے ۔

حکمت یہ تھی کہ مہاجرین قریش کا امتحان مقصود تھا کہ حضرت ابراہیمؑ کے قبلہ کی طرف نمازیں اپنا رخ کریں یا حضرت اسمٰعیلؑ کے قبلہ کی طرف رُخ کریں قبلہ قومی کی طرف اپنا رُخ کریں یا قبلہ ملی کی طرف اگر اس قبلہ کی طرف رُخ کرایا جائے تو یہ ملی قبلہ ہے ۔ قدس یعنی مسجد ابراہیمؑ کی طرف رُخ کرنا ویسا ہی تھا جیسا مسجد اسمٰعیلؑ کی طرف رُخ کرنا تھا تو یہ لوگ شروع امر میں اس کی طرف رُخ کرتے رہے اور بلا تردد اور بلا شک کے اس کی طرف رُخ کرتے رہے پھر جب ان کو اس طرف رُخ کرنے کا حکم دیا گیا تو سب کے سب اس طرف اپنا رخ کرنے لگے

تو یہ لوگ اس امتحان میں کامیاب رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اچھی واضح ہو گیا کہ ان پر قومیت کا کوئی اثر نہیں پڑا۔ لیکن سبھا ء، احمق اور بے وقوف لوگ اس حکمت کو نہ سمجھ سکے اور کھڑے ہو گئے۔ اور ایک طویل وعریض شور و شغب مچا دیا جس سے بعض لوگوں کے اندر کچھ شک و تردد پیدا ہو گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو جس قدر بیان کرنا چاہیئے اس قدر بیان کر دیا اس سے زائد بیان نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۱۴۲

جن لوگوں کی عقل ماری گئی ہے وہ تو یہی کہیں گے کہ مسلمان جس قبلے پہلے تھے یعنی بیت المقدس اس سے ان کے خانہ کعبہ کی طرف مڑ جانے کی کیا وجہ ہوئی لے پیغمبر! تم یہ جواب دو کہ مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔

یعنی تخصیص جہت قبلہ اصول ملت سے نہیں ہے کیونکہ تمام جہات اللہ تعالیٰ کے نزدیک یکساں ہیں کسی جہت کو کسی جہت پر ترجیح دینا محض لوگوں کی مصلحت پر مبنی ہے۔

اور حکمت و مصلحت یہ تھی کہ لوگوں پر عدم تحفظ ثابت کیا جائے کہ قریش تمام امتوں اور قوموں کے قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور رخ کرتے رہے اور اسی وجہ سے قریش تمام لوگوں کے ائمہ ہیں کیونکہ قریش ایک قوم اور دوسری قوم کی بنا پر تعصب نہیں رکھتے۔ اس کی طرف اس قول خداوندی میں اشارہ ہے۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ

اور مسلمانو! جیسے ہم نے تم کو اب ٹھیک قبلہ بتا ہی دیا ہے اسی طرح ہم نے تم کو بیچ کی راست کی امت بھی بنا دیا تاکہ اور لوگوں کے مقابلہ میں تم گواہ بنو اور تمہارے مقابلہ میں تمہارے رسول محمد گواہ بنیں اور لے پیغمبر! جس قبلے پر تم پہلے تھے یعنی بیت المقدس ہم نے اس کو اسی غرض سے قرار دیا تھا کہ جب قبلہ بدلا جائے تو لوگ رسول کی پیروی کریں ان کو ہم ان لوگوں سے الگ معلوم کر لیں جو سرتابی کر کے اپنے الٹے پاؤں پھر جائیں۔

یعنی اس وجہ سے کہ رسول میں موجود ہیں ہم نے قدس کو ان کا قبلہ دانا اور مصلحت سے گردانا جو ان کے دل میں تھی ـــ اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا کہ قدس کی طرف آپ متوجہ ہوں اور اس کی طرف رُخ کریں کیونکہ آپ کی امامت تمام دنیا کے جہاں کے لئے ہے اور یہی بات معراج میں آپ پر ظاہر ہوئی تھی کہ آپ نے قدس میں انبیاء کرام کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔

قدس کی طرف رخ کرنے سے آپ کی مراد یہ تھی کہ لوگ سمجھ لیں کہ مدینہ جانے کے بعد آپ کا ارادہ یہ ہوا کہ مساجد قومی کی طرف رُخ نہ کیا جائے بلکہ قبلہ بیت اللہ الحرام کے ساتھ ہی ساتھ امور عمومی کی بھی تکمیل ہو جائے آپ کے صحابہ نے اس میں بھی اتباع کی اور اس لئے کہ یہی صحابہؓ آپؐ کے بعد آپ کے مقام کو سنبھالنے والے تھے۔ اس واجب کو پوری طرح ادا کریں اور آپ کے منصب کو پوری طرح سنبھال لیں۔ تو قدس کی طرف رخ کرنا اس مصلحت اور حکمت کی وجہ سے تھا۔

وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۱۴۳

اور قبلہ کا بدلا جانا سب ہی پر شاق ہوا مگر ان لوگوں پر شاق نہیں ہوا جن کو اللہ نے نیک ہدایت دی کہ انھوں نے تحویل قبلہ کو خوشی خوشی منظور کر لیا اور خدا ایسا نہیں کہ تم مسلمانوں کے ایمان کے کام یعنی نماز کو جو بیت المقدس کی طرف پڑھ چکے ہو اختلاف قبلہ کی وجہ سے ضائع ہونے دے خدا تو لوگوں پر بڑی ہی شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔

ہمارے نزدیک ایمانکم (تمھارا ایمان) سے مراد احترام بیت اللہ الحرام ہے جبلت طبعیہ کی وجہ سے یہ احترام تھا۔ پس جب تم اس طرف توجہ اور رُخ کرنے سے انکار کرو تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ تم نے شہریت و مدینۂ غیر فطریہ کو اپنایا اور یہ متبعین اور پیروکاروں کے دلوں سے قوت ایمانیہ کو ضائع کر دیتا ہے اور خدا ہماری مواظبت و ہمیشگی نہیں چاہتا ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کیونکہ نوجوان اور دوسرے متبعین و پیروکار بلکہ کل افراد و قوم اس حکمت و مصلحت کو یکساں طور پر نہیں سمجھ سکتے۔ جب قوم اپنے ائمہ کے متعلق شک کرنے لگے تو ان کی قوت ایمانیہ ان کے سینوں اور قلوب سے ضائع ہو جاتی ہے۔

بعض روایات میں "ایمانکم" کی تفسیر "بصلاتکم الی البیت" یعنی تمھاری بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنا مراد ہے یعنی تمھارے ایمان سے مراد تمھاری ہے اور اسی بناء پر ہم نے پہلے اشارہ کیا ہے اور شراح نے اس کلمہ کی تشریح اور توجیہہ دوسری بھی کی ہے۔ فتح الباری نے بیان کی ہیں۔

اور آیت (۱۴۴) سے لے کر آیت (۱۴۷) تک یہ بحث ہے کہ اہل کتاب یہ سمجھتے تھے کہ اس پیغمبر کا قبلہ عنقریب "مسجد الحرام" ہو جائے گا اور یہ "قبلہ قدس" کی رُخ کرنا ایک عارضی مصلحت کی وجہ سے ہے اور توراۃ کے صحیفوں میں بہت سے اشارے اس طرف کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ علماء ہند نے نصاریٰ کے مقابلہ میں مناظرہ کرتے ہوئے پیش کیا ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ
فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ
وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۱۴۴
وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ
وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ
وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ
اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۱۴۵
اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ
اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا
مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ
هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۱۴۶

اے پیغمبر! تحویل قبلہ کے انتظار میں تمہارا منہ پھیر پھیر کر آسمان کی طرف دیکھنا ہم ملاحظہ فرما رہے ہیں تو گھبراؤ نہیں جو قبلہ تم چاہتے ہو ہم تم کو اسی طرف پھر جانے کا حکم دیدیں گے اچھا تو اب نماز پڑھتے وقت مسجد محترم یعنی کعبے کی طرف اپنا منہ کر لیا کرو اور مسلمانو! تم بھی جہاں کہیں ہوا کرو اسی کی طرف کو اپنا منہ کر لیا کرو اور اے پیغمبر جن لوگوں کو کتاب تورات وغیرہ دی گئی ہے ان کو بخوبی معلوم ہے کہ تحویل قبلہ برحق ہے اور اس کے پروردگار کے حکم سے ہے اور جو تدبیریں یہ لوگ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے کے لئے کر رہے ہیں خدا اس سے بے خبر نہیں اور اے پیغمبر! جن لوگوں کو کتاب توراۃ وغیرہ دی گئی ہے اگر تم دنیا جہاں کے سارے دلائل بھی ان کے پاس لے آؤ۔ تو وہی وہ تمہارے قبلے کی پیروی نہ کریں اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہو اور ان میں کا کوئی فریق بھی دوسرے فریق کے قبلے کی پیروی کرنے والا نہیں اور تم کو جو علم حاصل ہو چکا ہے اگر اس کے حاصل ہوئے پیچھے بھی تم لوگوں کی خواہشوں پر چلے تو ایسی صورت میں بیشک تم بھی نافرمانوں میں شمار کئے جاؤ گے جن لوگوں کو ہم نے کتاب تورات وغیرہ دی ہے وہ جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اسی طرح ہمارے پیغمبر محمدؐ کو بھی پہچانتے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ دیدہ

وہ دانستہ حق کو چھپاتے ہیں۔

خدا کا قول:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ — جن لوگوں کو ہم نے توراۃ وغیرہ دی ہے وہ

یَعْرِفُوْنَہٗ — جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ان پیغمبر محمد کو بھی پہچانتے ہیں۔

یعنی تحویل قبلہ کو یہ لوگ ویسے ہی سمجھتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو سمجھتے اور پہچانتے ہیں [۱]۔

یعنی تحویل قبلہ کے متعلق جب انسان ان ارشادات کو دیکھے جو توراۃ میں موجود ہیں تو اسے یقین ہوجاتا ہے ان ارشادات سے یہی مراد ہے۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ — تحویل قبلہ برحق ہے۔

یعنی کتب سابقہ میں بھی ہے اور اس سے اس قول خداوندی کی اور وضاحت ہوتی ہے

فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۱۴۷ — تو کہیں تم شک کرنے والوں میں نہ ہوجانا۔

قولہ تعالٰی — خدا کا فرمان!

وَلِکُلٍّ وِّجْھَۃٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا — ہر زنی کے لئے ایک سمت مقرر ہے جدھر کو نماز میں اپنا منہ کرتا ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ کا مسئلہ ایک فرعی مسئلہ ہے ہر امت کا قبلہ ان کے پیغمبر کی تعلیم کی رُو سے ہوتا ہے۔ اگر اس تعلیم میں اتحاد و اجتماع ہے کہ یہ دین ابراہیمی کی اساس ہے تو اختلاف قبلہ سے کوئی نقصان نہیں ہے قبلہ کا اختلاف دین کے بارے میں اور دین کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ جہت قبلہ ہر قوم کے مقتضاء طبیعت کی وجہ سے مقرر ہوتی ہے اور دین کا اصل مقصد خیر و نیکی کرنا۔ اس کی طرف مسابقت کرنا ہے خیر و بھلائی کیا کرو اور اس میں سبقت حاصل کرو۔ اور عارضی خصوصیات میں اپنے اوقات ضائع نہ کرو۔ اور اس قول خداوندی میں اسی کی طرف اشارہ ہے

---

[۱] امام ولی اللہ نے اپنے ترجمہ فتح الرحمٰن میں فرمایا ہے "کسانیکہ دادہ ایم ایشاں را۔ می شناسند ویرا (یعنی حقیقت استقبال کعبہ را) چنانکہ می شناسند فرزندان خویش را۔ یعنی جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ استقبال کعبہ کو اسطرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے فرزندوں کو پہچانتے ہیں۔ ابوسعید سندھی۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ١٤٨

تو مسلمانو تم اختلاف سمت کی بحث پر دھیان نہ دو اور نیکیوں کی طرف لپکو تم کہیں بھی ہو۔ اللہ تم سب کو اپنے پاس کھینچ لائے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ١٤٩

اور اے پیغمبر! تم کہیں بھی نکلو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لیا کرو اور یہ برحق ہے اور تمہارے رب کے حکم سے ہے مسلمانوں اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔ اور

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ١٥٠

اے پیغمبر! تم کہیں سے بھی نکلو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لیا کرو اور مسلمانو! تم بھی جہاں کہیں ہو نمازیں اسی کی طرف اپنا منہ کر لو۔ بار بار حکم دینے سے ایک غرض یہ ہے کہ ایسا نہ ہو لوگوں کو تمہیں قائل کرنے کی سند ہاتھ آ جائے مگر ان میں جو ناحق کی پیروی کرتے ہیں وہ تو تمہیں الزام دیئے بغیر رہنے کے نہیں تو تم ان سے نہ ڈرو اور ہمارا ڈر رکھو۔ اور غرض یہ ہے کہ اپنی نعمت تم پر پوری کریں اور غرض یہ ہے کہ تم قبلے کے بارے میں سیدھے رستے آ لگو۔

(آیت (۱۴۹) سے (۱۵۰) تک سخت تاکید کی گئی کہ اسی پر عمل کرو اور اپنا رُخ مسجد الحرام ہی کی طرف کیا کرو اگر اس میں دوبارہ کچھ بھی تغیر و تبدل کیا جائے گا اور تحویلِ قبلہ دوبارہ ہو گی تو عامۃ الناس اپنے اطمینان قلب کو ضائع اور مفقود کر دینگے کیونکہ اگرچہ مسئلہ فرعی ہے لیکن عام لوگوں کے شور و شغب سے ایسا بن گیا گویا اصولی مسئلہ ہے تو اس کے بعد اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا تحویلِ قبلہ کسی علمی وجہ سے اب ناممکن ہے اور اسی قولِ خدا میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ

بار بار حکم دینے سے غرض یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو تمہیں قائل کرنے کی سند ہاتھ آ جائے۔

کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ ایک حالت پر تو یہ لوگ قائم نہیں رہتے۔